بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

أَلحَمْدُ لله ربِّ العَالَمِينَ وَالصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالمُرْسَلِينَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجمَعِين، وَبَعْدُ:

087: سورۃ الأعلىٰ کی مختصر تفسیر

جزء عم کی تفسیر ہم بیان کر رہے تھے اور سورۃ الأعلیٰ پر پہنچے تھے اور آج کی نشست میں سورۃ الأعلیٰ کی مختصر سی تفسیر مراجعہ کے طور پر بیان کرتے ہیں۔

سورۃ الأعلیٰ مکی سورۃ ہے اور اس عظیم سورۃ کی آیات اُنیس ہیں (19)۔

اور جب مکی سورۃ کہا تو اس سے کیا مراد ہے اس سورۃ کا بنیادی موضوع اور پیغام کیا ہونا چاہیے؟ ایمانیات۔ عقیدے کے تعلق سے اللہ تعالیٰ ہمیں کچھ خبر دینا چاہتے ہیں۔

اور اس آیت کا جو بنیادی موضوع ہے وہ ہے اللہ تعالیٰ کی توحید، اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی اللہ تعالیٰ کی توحید سے ہوتی ہے بنیادی پیغام توحید کا ہے اور تزکیۃ النفس کا ہے تزکیۃ النفس بھی توحید سے ہی ہوتی ہے بغیر توحید کے ممکن نہیں ہے اس لیے اس سورۃ کا بنیادی پیغام توحید ہے یعنی اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے؛ اور پھر اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان ہے، پھر کتابوں پر ایمان ہے (سبحان اللہ)۔

(۱) اللہ تعالیٰ پر ایمان۔ (۲) اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان۔ (۳) اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر ایمان۔ (۴) اور آخرت پر ایمان بھی ہے اس میں جہنم کا ذکر ہے جیسا کہ پچھلے درس میں عقیدے کے درس میں ہم نے پڑھا ہے کہ آخرت پر ایمان میں جنت اور دوزخ پر ایمان بھی شامل ہے آخرت پر ایمان کا ایک بنیادی حصہ ہے؛ تو چار یہ ہیں پانچویں نمبر پر: (۵) تزکیۃ النفس۔

یہ پانچ موضوعات ہیں اس عظیم سورۃ کا بنیادی پیغام توحید ہی ہے اور توحید اسماء وصفات سے اللہ تعالیٰ نے اس آیت کا آغاز کیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۝١ الَّذِىْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۝٢ وَالَّذِىْ قَدَّرَ فَهَدٰى ۝٣ وَالَّذِىْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ۝٤ فَجَعَلَهٗ
غُثَاۗءً اَحْوٰى ۝٥ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى ۝٦ اِلَّا مَا شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى ۝٧ وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى
۝٨ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ۝٩ سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ۝١٠ وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ۝١١ الَّذِىْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ۝١٢

ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿١٣﴾ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿١٤﴾ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿١٥﴾ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿١٦﴾ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿١٧﴾ اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿١٨﴾ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ﴿١٩﴾ (الأعلى : 1-19)

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى﴾ (پاکیزگی بیان کر اپنے سب سے بلند ربّ کے نام کی)۔

﴿سَبِّحِ﴾ فعل ماضی ہے؛ تسبیح سے کیا مراد ہے؟ کیا معنی ہے تسبیح کا؟ تنزیہ کرنا۔ تنزیہ کس چیز کو کہتے ہیں؟ پاکی بیان کرنے کو (پاکیزگی کے لیے یہ لفظ استعمال ہوتا ہے)۔

تو اللہ تعالیٰ کو پاک کرنا ہے کس چیز سے پاک کرنا ہے؟ ہر نقص اور عیب سے پاک کرنا ہے یہ قاعدہ ہے؛ جہاں پر بھی سَبّح یا سبحان اللہ، یا ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى﴾، یا ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى﴾، یا ﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ﴾ (الصف : 1) ، یا ﴿يُسَبِّحُ لِلّٰهِ﴾ (التغابن : 1) ؛ جتنے بھی یہ الفاظ ہیں تو تسبیح تقدیس ہے تنزیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پاک کرنا ہے۔

کس چیز سے پاک کرنا ہے اللہ تعالیٰ کو؟ ہر نقص اور عیب سے پاک کرنا ہے؛ اس کا مطلب ہے کہ دنیا میں ایسے لوگ آئے ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے لیے نقص اور عیب کی بدعقیدگی بھی دل میں رکھی ہے۔

تو اس لیے قرآن مجید میں کئی مرتبہ ہم دیکھتے ہیں: ﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ﴾ (جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں)؛ کیوں؟ "جو کچھ" میں پوری کائنات شامل ہے ذرّہ ذرّہ شامل ہے، کیونکہ بعض ایسے لوگ عقل والے آئے ہیں جو مکلف تھے انہوں نے اللہ تعالیٰ کی شان میں بہت بڑی غلطی کی ہے؛ کسی نے یہ کہا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں، کسی نے یہ کہا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں، اور کسی نے (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کا انکار کر دیا، کسی نے اسماء کا اقرار کیا اپنی مرضی سے صفات کا انکار کر دیا، کسی نے بعض صفات کا اقرار کیا بعض کا انکار کیا، کسی نے توحید عبادت میں بہت بڑی غلطی کر لی ہے، کسی نے توحید ربوبیت میں غلطی کر لے اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرا دیا؛ تو یہ سارے کے سارے لوگ اس دنیا میں موجود ہیں۔

یعنی گائے کو سجدہ کرنے ولا گائے کو پکارنے والا حقیقتاً یہ اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کر رہا ہے، حق اللہ تعالیٰ کا ہے سجدے کا اور عبادت کا اور یہ گائے کو سجدہ کر رہا ہے!

اس لیے تسبیح ہے ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى﴾: اس آیت کی ابتداء بھی اسی تسبیح سے ہوئی ہے، اس سورۃ کی ابتداء بھی اسی تسبیح سے ہوئی ہے ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى﴾۔

ہونا یہ چاہیے تھا" سَبِّحِ رَبِّكَ الْاَعْلَى ":تو" اسْمَ "؟" اسْمَ "کا یہاں پر یہ فائدہ ہے کہ اگر تسبیح کرنی ہے صرف عقیدے کے طور پر کہ عقیدہ ہمارا ٹھیک ہے لیکن زبان سے اُس کا ذکر نہیں کرنا تو یہ کافی نہیں ہے، اگر صرف زبان سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنی ہے دل سے عقیدہ نہیں ہے تب بھی کافی نہیں ہے۔

تو دونوں سے لازمی ہے پہلی بات تو یہ ہے ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى﴾۔

اور پھر اللہ تعالیٰ کے اسماء جو اللہ تعالیٰ کے پیارے نام ہیں اُن کو بھی ثابت کرنا ہے کہ یہ تمہارا ربّ ہے اس نے تمہیں پیدا کیا ہے، وہ تمہارا خالق ہے مالک ہے وہی تمہاری تدبیر کرتا ہے، وہی مشکل کشا حاجت روا ہے، وہی نفع و نقصان کا مالک ہے، اُس کے پیارے نام ہیں اور صفات الکمال ہیں اُس کی تسبیح کرو۔

﴿الْاَعْلَى﴾:اللہ تعالیٰ کا نام ہے جو بلند ہے جو بلندیوں میں رہتا ہے "الأعلى بذاته ، والأعلى بصفاته":تو اللہ تعالیٰ کا نام الاَعلیٰ ہے، اللہ تعالیٰ کی صفت صفۃ العلو ہے۔

﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۞﴾ (طه: 5): عرش پر مستوی ہے؛﴿ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ﴾ (الملک: 16):سے مراد "على السماء"یعنی بلندیوں پر ہے۔

تو اس آیت کریمہ میں فعل اَمر ہے، ﴿سَبِّحِ﴾: فعل اَمر ہے، اللہ تعالیٰ اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دے رہے ہیں اور تبعاً ہمیں بھی حکم ہے کہ ہم سب تسبیح کریں، پوری کائنات اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرے۔

کیوں تسبیح کرنی ہے اللہ تعالیٰ کی؟ ﴿الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى﴾۔

ہمیں پیدا کس نے کیا ہے؟ ہم دنیا میں کیسے آئے ہیں؟ اس دنیا میں ہم لوگ آئے ہیں ہمارے اپنے وجود میں کیا کردار ہے اور کیا حصہ ہے؟ ہم نے کب اپنے ربّ سے مانگا تھا کہ ہمیں عقل والا انسان پیدا کرنا؟ کبھی مانگا تھا اللہ تعالیٰ سے؟ نہیں مانگا تھا۔

یہ پوری کائنات کس کی محتاج ہے؟ پوری کائنات اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے۔

تو ایک اَعلیٰ ہے اور الاَعلیٰ جو سب سے سب سے بلند ہے اسم تفضیل ہے۔

اور کچھ ایسی چیزیں ہیں جو پست ہیں؛ مخلوقات ساری کی ساری، جب مخلوق کہا تو خالق اور مخلوق برابر نہیں ہو سکتے۔

﴿الَّذِيْ خَلَقَ﴾(وہ جس نے پیدا کیا): ہمیں پیدا کیا، اس زمین کو پیدا کیا جس پر ہم رہتے ہیں، آسمان کو پیدا کیا، اس سورج چاند اور تاروں کو پیدا کیا، سمندروں کو پیدا کیا دریاؤں کو پیدا کیا، جتنے بھی انعامات اور احسانات موجود ہیں جو ہمارے لیے ہم محتاج ہوں

کے لیے اور ہم ضرورت مندوں کے لیے ہماری زندگی جن چیزوں پر قائم ہے ہماری ضروریات ایک ربّ ہی پیدا کرتا ہے اور وہی پوری کرتا ہے۔

صرف پیدا کر کے چھوڑ نہیں دیا پیدا کیا پھر سیدھا بھی کیا ہے ٹھیک بھی کیا ہے؛ فرق ہے کہ ایک چیز کو پیدا کر کے چھوڑ دینا اور ایک پیدا بھی کرنا ہے پھر اس کو ٹھیک بھی کرنا ہے یعنی دیکھنے والا اس میں کوئی نقص نکال نہ سکے۔

جب مخلوق میں کوئی نقص نظر نہیں آتا تو کس چیز کی دلالت کرتی ہے یہ بات؟ کہ خالق میں کوئی نقص اور عیب نہیں ہے (سبحان اللہ)؛ اس لیے آپ کو پرفیکشن (Perfection) نظر آتی ہے اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں۔

سورج کو دیکھیں کہ اپنے وقت پر نکلتا ہے اپنے وقت پر ڈوبتا ہے یہاں تک کہ ہم جب گرہن کا حساب لگاتے ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ لوگوں کا کمال ہے ٹیکنالوجی کا کمال ہے؛ یہ اللہ تعالیٰ کا کمال ہے کہ سورج جو ہے وہ اپنے متعین وقت سے ذرّہ برابر بھی آگے پیچھے نہیں ہو سکتا! تو کمال کس کا ہے؟! ٹھیک ہے ٹیکنالوجی ہے آج کل تو پتہ لگایا جا سکتا ہے کہ کس وقت گرہن ہو گا کتنا ہو گا کتنے سیکنڈ میں ہو گا کتنے وقت میں ہو گا، تو کمال ٹیکنالوجی کا نہیں ہے یہ اللہ تعالیٰ کا کمال ہے کہ سورج کو جو حکم دیا گیا ہے اس نے ویسے چلنا ہے۔

چاند کو دیکھ لیں، اس زمین کو دیکھ لیں، دن رات کو دیکھ لیں، پوری کائنات کو دیکھ لیں پھر پیدا کیا ہے، ہمیں پیدا کیا ہے انسان کو پیدا کیا ہے: ﴿ خَلَقَ فَسَوّٰى ﴾: بہترین ساخت پر پیدا کیا ہے، آنکھیں اپنی جگہ پر ہیں، ناک اپنی جگہ پر ہے، ہونٹ اپنی جگہ پر ہیں، دانت اپنی جگہ ہیں، کان اپنی جگہ پر ہیں؛ اگر ایک آنکھ اوپر ایک نیچے ہوتی انسان کی شکل کیسی لگتی دیکھنے کے لائق ہوتا؟

جو عورتیں پردہ نہیں کرتی ہیں (اللہ تعالیٰ اُن پر رحم فرمائے) اگر منہ کے اوپر کوئی پھوڑا نکل آئے یا کوئی ایسا مرض ہو جس میں چہرے کی جو خوبصورتی ہے وہ چلی جائے عورت کبھی اپنا چہرہ کسی کو دکھائے گی؟ (سبحان اللہ)؛ یعنی اگر کوئی نقص ہے یا عیب ہے تب تو چھپانا ہے جو اللہ تعالیٰ نے خوبصورت چہرہ دیا ہے اور پھر حکم بھی دیا ہے کہ یہ خوبصورتی صرف تمہارے محارم کے لیے ہے غیر محرم کے لیے خوبصورتی نہیں دکھانی تم نے (سبحان اللہ)۔

تو ﴿ الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى ﴾: پاکیزگی بیان کر اپنے اُس ربّ کے نام کی جو سب سے بلند ہے جس نے پیدا کیا ہے پھر ٹھیک کیا ہے۔

﴿ وَالَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى ﴾ (اور جس نے اندازہ ٹھہرایا پھر راہ دکھائی)۔

تقدیر اُسی نے لکھی ہے پوری کائنات کی، ہماری بھی تقدیر اُسی نے لکھی ہے، کیا ہونے والا ہے تا قیامت اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے قلم کو "لکھو لوح محفوظ میں"؛ اور لوح محفوظ میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق جو اَزلی علم ہے لکھ دیا لوح محفوظ پر ہر چیز کی تقدیر "مقادیر الخلائق" سب کی تقدیر۔ کب تک؟ قیامت تک لکھ دیا گیا ہے۔

﴿وَالَّذِىۡ قَدَّرَ﴾: "اندازہ" اللہ تعالیٰ کا اندازہ کبھی غلط نہیں ہو سکتا، مخلوق کے اندازے الگ ہیں خالق کا اندازہ الگ ہے حق ہے سچ ہے علم کی بنیاد پر ہے؛ ﴿وَالَّذِىۡ قَدَّرَ فَهَدٰى﴾: پھر ہدایت بھی اسی نے دی ہے راہ دکھائی ہے۔

ہدایت کی قسمیں ہیں: ایک ہے عام ہدایت ایک ہے خاص ہدایت، ایک ہے دل کی ہدایت ایک ہے رہنمائی کی ہدایت۔

عام ہدایت اللہ تعالیٰ نے جانوروں کو بھی دی ہے، کافروں کو بھی دی ہے؛ یہ وہ ہدایت ہے جس سے یہ انسان اس دنیا میں زندہ رہ سکے (زندہ رہنے کے لیے ہدایت ہے)، واللہ اگر یہ ہدایت نہ ہوتی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تو کوئی بھی زندہ چیز آج زندہ نہ ہوتی؛ دیکھ لیں، جانوروں کو دیکھ لیں۔

شہد کی مکھی کو دیکھ لیں اُس کی زندگی میں ایک ہی مقصد ہے کیا ہے؟ شہد بنانا۔ یا کوئی اور مقصد بھی اس کا سارا دن کیا اکٹھا کرتی رہتی ہے؟ کہاں سارا دن گزارتی ہے شام کو کیا کرتی ہے؟ یہ اُس کا کام ہے۔ کس نے اُس سے کہا ہے کہ تم نے صرف پھولوں پر جا کر پھولوں کا رس چوسنا ہے اور پھر اس رس کو جسم میں ڈائجیشن کے بعد، اس کو نکالنا ہے اور خاص جگہ پر محفوظ کرنا ہے اس کو ضائع نہیں کرنا ہے؟ اگر شہد کی مکی شہد ضائع کر دیتی ہے ہوا میں اُڑتے اُڑتے نکال دیتی ہے اسے؟ آپ کو پتہ ہے کہ یہ شہد جو ہے یہ شہد کی مکھی کی قے ہے منہ سے نکال دیتی ہے واپس (سبحان اللہ): ﴿فِيۡهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ﴾(النحل: 69) اس میں شفاء ہے؛ ہے قے اس چھوٹی سی حشرہ کی لیکن ہے اس میں شفاء! اگر اُڑتے اُڑتے اس کو نکال دیتی ہے قے کر دیتی ہے راستے میں آتے جاتے آپ کو پتہ ہے کہ شہد کی مکھی ایک نقطہ بھی شہد کا ضائع نہیں کرتی؟ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ اُڑتے اُڑتے اس کو قے آ جائے، اس کو پتہ ہے یہ اس نے اسٹور کرنا ہے ایک جگہ پر اس کو رکھنا ہے اس کی حفاظت کرنی ہے۔ کس کے لیے حفاظت کرنی ہے؟ یہ ہمارے لیے ہے اور اُس نے کیا کرنا ہے؟! (سبحان اللہ)؛ وہ اپنے مقصد سے ذرّہ برابر نہیں ہلتی۔

بچے کو دیکھ لیں کہ پیدا ہوتے ہی روتا ہے کیوں روتا ہے؟ بھوکا ہوتا ہے دنیا میں آیا ہے؛ پہلے تو اس کے رزق کا بندوست اللہ تعالیٰ نے کیا ہوا تھا اس لیے پیٹ میں بچہ کبھی روتا نہیں ہے پتہ ہے؟ ہو بھی نہیں ہو سکتا! جوں ہی پیدا ہوتا ہے روتا ہے، میڈیکلی اس کی سانس کی نالی کھل جاتی ہے اس لیے اس کو چیخ مارنی ہوتی ہے تا کہ سانس کی جو نالی جو بند تھی وہ کھل جائے، کھل گئی۔

حقیقتاً وہ روتا ہے بھوکا ہوتا ہے ماں اس کو اپنے سینے سے لگاتی ہے اور وہ دودھ پینا شروع کر دیتا ہے فوراً؛ فوراً پیتا ہے کہ نہیں؟ پیٹ میں کون سا دودھ کہاں سے پیتا تھا؟ اس کو کس نے بتایا ہے کس نے ہدایت دی ہے کہ تم نے اب چوسنا ہے دودھ کو نیگیٹو پریشر (Negative pressure) منہ میں بنا کر؟ پتہ ہے نیگیٹو پریشر (Negative pressure) بنانا؟ آپ کسی کو سمجھا کر دیکھیں کہ نیگیٹو پریشر (Negative pressure) کیسے بنتا ہے اور پھر اس کو سَک کر کے دکھائے،

واللہ! دنیا پوری مل جائے کوئی بتا نہیں سکتا اُس بچے کو!

یعنی بڑوں کو سکھانا بہت مشکل ہو جاتا ہے تو چھوٹے بچے کو یعنی نومولود بچہ ہے اس کو آپ سکھائیں کہ آپ نے منہ میں نیگیٹو پریشر (Negative pressure) بیٹا بنانا ہے پھر آپ نے یوں چوسنا ہے سوال ہی نہیں پیدا ہوتا!

یہ اسی کا کرم ہے: ﴿الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۝۲ وَالَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى﴾: اور ہدایت بھی دی ہے۔

مومنوں کے لیے ہدایت خاص ہدایت ہے؛ عام ہدایت سب کے لیے جانوروں کے لیے بھی ہے کافروں کے لیے بھی ہے مومنوں کے لیے خاص ہدایت ہے اسلام کی طرف توحید کی طرف سنت کی طرف یہ خاص ہدایت ہے اور اس ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبروں کو بھیجا ہے جو رہنمائی کرتے ہیں اس دین کی طرف توحید کی طرف سنت کی طرف اتباع کی طرف اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی طرف، اور اس کے لیے محنت کرنے کی ضرورت ہے اس ہدایت کو حاصل کرنے کے لیے علم حاصل کرنے کی ضرورت ہے، اس کے لیے جدوجہد کی ضرورت ہے۔

اور تیسری ہدایت جو ہے وہ خاص دل کی ہدایت ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے: ﴿اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ﴾ (اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ جسے پسند کرتے ہیں ہدایت نہیں دے سکتے) (القصص: 56) ۔ ہدایت کون دیتا ہے؟ صرف اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ یہ دلوں کی ہدایت ہے اور اس کو حاصل کرنے کے لیے رہنمائی کی ہدایت پر چلنا پڑے گا، جو اللہ تعالیٰ کے ایک بالشت قریب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ اس کے قریب ہوتا ہے۔

پھر توحید ربوبیت ہی کے معنی میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالَّذِيْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى﴾: ہدایت دے دی ہے اس نے (اور جس نے چارہ اگایا)۔ بارش آسمان سے کون برساتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں برسا سکتا اسی کے حکم سے بارش برستی ہے۔ زمین سے چارے کو کون اُگاتا ہے؟ ہم اگاتے ہیں کسان اُگاتا ہے؟ کسان کرتا کیا ہے؟ کسان کا کمال اتنا ہے کہ اس نے زمین پر ہل لگانا ہے پھر بیج کو بونا ہے پھر پانی ڈال دینا ہے۔

اب اس بیج کو پودے میں کون تبدیل کرتا ہے کوئی مخلوق کر سکتی ہے؟ مردہ بیج ہے بیج مردہ ہے یا زندہ ہے؟ مردہ بیج سے زندہ پودے کو کون نکالتا ہے؟اور پھر اسی زندہ پودے سے مردہ بیج کو کون نکالتا ہے؟(سبحان اللہ)۔

﴿ وَالَّذِیۡۤ اَخۡرَجَ الۡمَرۡعٰی ﴾:اس چارے سے جاندار بھی کھاتے ہیں،انسان بھی کھاتے ہیں،جانور کو انسان بھی کھاتا ہے جو حلال جانور ہےاور زندگی کا پہیہ یوں ہی چلتا رہتا ہے۔

﴿فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحۡوٰی﴾(پھر اسے خشک سیاہ کر دیا)۔

یہی انسان کی زندگی ہے بلکہ یہی دنیا کی زندگی ہے،دنیاوی زندگی اتنی مختصر سی ہے اس کی رنگینیاں بہت جلدی ختم ہو جاتی ہیں جیسا کہ چارہ،یہ نباتات،یہ درخت یہ پھل وقتی طور پر فائدے کے لیے موجود ہیں انسان فائدہ اٹھاتا رہتا ہے اور بہت جلد ہی یہ سوکھ جاتے ہیں سیاہ ہو جاتے ہیں،یہی زندگی ہے آخرت کے سامنے اس کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے(جیسے آگے بیان ہوگا)۔

﴿فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحۡوٰی﴾: جیسے کہ یہ چارہ سارا کا سارا ناکارہ ہو گیا ہے خشک اور سیاہ ہو گیا ہے یہ ساری دنیا ختم ہونے والی ہے اس میں کچھ باقی نہیں رہے گا،پیسہ جتنا کمانا ہے کما لو دوست جتنے بنانے ہیں بنا لو،دنیا جتنی اکٹھی کرنی ہے کر لو مال ومتاع جتنا چاہیے حاصل کر لو ساتھ لے کر جاؤ گے؟کوئی بھی ساتھ لے کر نہیں جائے گا سب یہیں پر رہے گا اُسی طریقے سے جیسا کہ بارش برستی ہے زمین سے چارہ اُگتا ہے پھر کچھ عرصے کے بعد ختم ہو جاتا ہے کالا سیاہ اور ناکارہ ہو جاتا ہے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿ سَنُقۡرِئُكَ فَلَا تَنۡسٰۤی ﴾(ہم جلد آپ کو پڑھائیں گے پھر آپ نہ بھولیں گے)۔

اب جس نے ہمیں پیدا کیا پھر سیدھا کیا ٹھیک کیا جس نے ہماری تقدیر لکھی،جس نے ہمیں ہدایت دی،جس نے چارے کو اُگایا اور پھر اسے ختم بھی کر دیا اب یہ ربّ ہم سے چاہتا کیا ہے؟اس ربّ سے ہمارا تعلق کیسے بنے گا؟اپنے ربّ کی معرفت کہاں سے اور کیسے حاصل کریں گے؟اتنے انعامات اور احسانات ہیں وہ اَعلیٰ ہے اور ہماری کوئی حیثیت نہیں ہے ہم حقیر فقیر مسکین ہیں،وہ اَعلیٰ ہے سب سے بلند ہے سب سے بڑا ہے سب سے عظمت والا ہے؛تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول بھیجے ہیں اپنی وحی نازل فرمائی ہے،اللہ تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے واضح الفاظوں میں بیان کر دیا ہے اور دنیا میں سب سے بہترین لوگوں کو چنا ہے۔

﴿ سَنُقۡرِئُكَ فَلَا تَنۡسٰۤی ﴾ (ہم جلد آپ کو پڑھائیں گے پھر آپ نہ بھولیں گے): کیا پڑھائیں گے؟وحی قرآن مجید،اب اس قرآن مجید کے اندر ہی وہ پیغام ہیں جو ہمارا ربّ ہم سے چاہتا ہے۔اللہ تعالیٰ کی معرفت ہمارے ربّ کی معرفت کہاں سے حاصل ہو گی؟اسی قرآن مجید سے۔

تو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی تو بڑی جلدی سے یاد کرنے کی کوشش کرتے "بہت بڑی ذمے داری ہے کہ کوئی ایک لفظ رہ نہ جائے آگے پیچھے نہ ہو جائے" تو فوراً دُہراتے تھے: ﴿سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى ﴾ (ہم جلد آپ کو پڑھائیں گے (پڑھائیں گے ہم اسے محفوظ بھی ہم کریں گے)) ﴿فَلَا تَنْسٰٓى ﴾ (پھر آپ نہ بھولیں گے)؛ فکر مند نہ ہوں آپ پریشان نہ ہوں حفاظت ہم نے ہی کرنی ہے اپنے دین کی اس وحی کی حفاظت ہم نے ہی کرنی ہے، ﴿اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ﴾؛ مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے کہ آپ کو بھلا دے تو اسی کی مرضی ہے کیونکہ دین اسی کا ہے اسی کی مرضی ہے۔

کیونکہ مشرکین عرب کے بہت سارے اعتراضات میں سے ایک یہ بھی اعتراض تھا کہ یہ دین تو محمد لے کر آیا ہے یہ قول البشر ہے یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہے تو ہم کیسے مان لیں؟!

تو اُس کے بہت سارے جوابات میں سے ایک یہ جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو اپنے نبی کو بھلا بھی دے اور جو بھلانا چاہے وہ اللہ تعالیٰ بھلا دے اللہ کی مرضی ہے کیونکہ وحی اللہ تعالیٰ کی ہے دین بھی اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ﴾۔

کئی ایسے احکام ہیں جو منسوخ ہو گئے ہیں آیتیں کئی ہیں منسوخ ہو گئی ہیں تو نسخ حکم شرعی ہے کہ نہیں؟ حکم شرعی ہیں شریعت کا حصہ ہیں (سبحان اللہ)۔

تو مشیئت اور مرضی اللہ تعالیٰ ہی کی ہے ﴿اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ﴾: جو دین کا حصہ باقی رہنا ہے وہ باقی رہے گا اور جو نہیں رہنا اللہ کی مرضی ہے اللہ تعالیٰ اسے منسوخ کر دیتا ہے؛ ﴿اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى﴾: بے شک وہ جانتا ہے ظاہر بھی اور پوشیدہ بھی۔

کس بندے کے لیے کیا بہتر ہے، ہمارے لیے کیا بہتر ہے آپ کے لیے کیا بہتر ہے وہ بہتر جانتا ہے، ہمارے ظاہر میں کیا ہے ہم کیا چھپاتے ہیں وہ بہتر جانتا ہے، اس لیے قرآن مجید کے جتنے بھی احکامات موجود ہیں اُن سب میں خیر ہی خیر ہے کوئی ایسی چیز نہیں جو رہ گئی ہے جسے بعد میں مکمل کیا جائے گا، نہیں! اس دین کی تکمیل کے ساتھ خیر کی تکمیل ہو چکی ہے اب کوئی اور خیر نہیں ہے جو اس میں شامل کیا جا سکتا ہے، سوال ہی نہیں پیدا ہوتا! اور کوئی بھی ایسا شر نہیں ہے جس سے اللہ تعالیٰ کے دین میں آگاہی نہ ہو یا اُس سے خبردار نہ کیا گیا ہو۔

ہم کسی اور نبی کے منتظر نہیں ہو سکتے کیونکہ کسی اور نبی نے آنا ہی نہیں ہے، یا اللہ تعالیٰ نے ہمیں کسی اور چیز کے حوالے نہیں کیا تاکہ ہم دین میں جو کمی بیشی ہے وہ پوری کر دیں، دین تو مکمل ہے ہاں دین کو سمجھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے قاعدہ بیان کر دیا ہے:

﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ﴾(الفاتحه: 5-6):

یہ راستہ ہے صحابہ کرام اور سلف صالحین کا راستہ "منہج السلف" جنھوں نے دین کو قرآن مجید کو صحیح حدیث کو صحیح سمجھا ہے اور ہم نے اُن کی پیروی کرنی ہے۔

جو ہم کہتے ہیں وہ تو جانتا ہے وہ سنتا ہے خوب سنتا ہے اور جو ہم چھپاتے ہیں وہ خوب جانتا ہے اس لیے اکثر آیتوں میں کیا اختتام ہوتا ہے ؟﴿وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ (البقرۃ: 137): ﴿السَّمِيْعُ﴾ (جو ہم کہتے ہیں وہ خوب سنتا ہے) ﴿الْعَلِيْمُ﴾ (جو ہم چھپاتے ہیں وہ خوب جانتا ہے)؛ تو کوئی چیز مخفی نہیں اللہ تعالیٰ سے ﴿اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى﴾۔

﴿وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى﴾ (اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آسان طریقے کی سہولت دیں گے)۔ یہ دین آسان ہے اس کے احکامات آسان ہیں، اور اگر کوئی مشکل بھی پیش آجائے کبھی تو اللہ تعالیٰ اس میں بھی آسانی پیدا کر دیتے ہیں، اور یہ خوشخبری ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے۔

پہلی خوشخبری ﴿سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى﴾ یہ خوشخبری ہے کہ محفوظ ہم نے آپ کے دل میں کرنا ہے محفوظ ہو جائے گا آپ پریشان نہ ہوں، اور پھر جو باقی رہنا ہے وہ بھی ہم باقی رکھیں گے۔

اور یہ بھی خوشخبری ہے ﴿وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى﴾: اور ہم آپ کو آسان طریقے کی سہولت دیں گے۔

دین پہلے سے آسان ہے اس میں ہم اور بھی آسانی پیدا کر دیں گے اگر اس کی ضرورت ہوئی تو اور آپ کے سامنے جتنی مشکلات ہوں گے وہ بھی ہم آسان کر دیں گے، آپ کے مخالف جتنی بڑی مخالفت کریں آپ کو تکلیف پہنچانے کے لیے یا نقصان پہنچانے کے لیے ہم آپ کے لیے آسانی پیدا کر دیں گے۔ خوشخبری ہے کہ نہیں؟ واللہ! بڑی خوشخبری ہے۔

اور یہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متبعین کے لیے بھی ہے اُمتیوں کے لیے بھی ہے بشرطیکہ جو اتباع کرتے ہیں احسان کے ساتھ۔

یہ تو ہم نے جان لیا ہے لیکن اس دین کو پہنچائیں کیسے ؟ آسان تو ہے اللہ تعالیٰ آسانی بھی کر دیتا ہے اس آسانی میں سے اس پیغام کو پہنچائیں نصیحت کرنی ہے، پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى﴾ (پس آپ سمجھا دیں اگر سمجھانا نفع دے)۔ نصیحت کریں سمجھائیں اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فعل اُمر ہے لیکن ساتھ ایک شرط بھی ہے کہ اگر نصیحت نفع بخش ہو تب تو نصیحت دیں اور اگر اس میں فائدہ نہ ہو یا اس میں نقصان راجح ہو تب نصیحت نہ کریں (سبحان اللہ)؛ اور اس میں نصیحت میں نہي عن المنكر بھی ہے کہ منکر سے بُرائی سے روکنا۔

اگر بُرائی کو روکنے سے بُرائی ختم ہو جاتی ہے یہ مطلب شرعی ہے تب تو بُرائی کو روکنا چاہیے لیکن اگر بُرائی کو روکنے سے بُرائی اور بڑھ جاتی ہے تب بھی روکنا چاہیے؟! (سبحان اللہ)؛ ﴿ فَذَكِّرْ إِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ﴾۔

دوسری آیت کریمہ میں کیا ہے ہم نے نصیحت کیسے کرنی ہے؟

﴿فَذَكِّرْ ۗ إِنَّمَآ أَنْتَ مُذَكِّرٌ ﴿٢١﴾ لَّسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ﴿٢٢﴾﴾ (الغاشیہ: 21-22)۔

نصیحت زور زبردستی سے نہیں کی جاتی، اصلاح زور زبردستی سے نہیں کی جاتی، اگر آپ واقعی کسی کے خیر خواہ ہیں اور اس کی اصلاح چاہتے ہیں اس کو نصیحت کرنا چاہتے ہیں تو پھر نرمی کا راستہ اختیار کریں؛ ہاں! سختی کا راستہ ہے اس کا ایک وقت مقرر ہے اس کی جب ضرورت ہوتی ہے تب کی جاتی ہے لیکن ہر وقت سختی سے بات کرنا آپ کے اپنے پیارے آپ کی بات نہیں سنیں گے، آپ کا بیٹا آپ کی بات نہیں سنے گا؛ سنے گا بار بار آپ سختی سے ٹوکیں یا روکیں؟ (سبحان اللہ)۔

تو سختی کی خاص جگہ ہے خاص وقت ہے لیکن ہمیشہ سختی غلط ہے، تو اصل دعوت اور تبلیغ اور اصل جو نصیحت ہے تذکیر ہے سمجھانا ہے وہ ہے نرمی سے۔ کس چیز سے سمجھانا ہے؟ اسی قرآن مجید سے یہ اللہ تعالیٰ کی وحی ہے، صحیح حدیث سے۔

پھر لوگ نصیحت کو سمجھنے میں دو قسم کے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ﴾ (جو ڈرتا ہے وہ جلد سمجھ جائے گا)۔

"جو ڈرتا ہے"؛ خشیت اور خوف میں کیا فرق ہے؟ دونوں میں ڈر کا معنی موجود ہے، خشیت وہ ڈر ہے جو علم کی بنیاد پر ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ کی معرفت کے ساتھ وہ تو نصیحت قبول کرلے گا اور وہ سمجھ لے گا، جو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمجھانا چاہتے ہیں وہ تو سمجھ لے گا۔ کس کے لیے آسان ہے سمجھنا ہٹ دھرم کے لیے؟ نہیں! متکبر کے لیے؟ نہیں! کس کے لیے؟ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے معرفت کے ساتھ۔

ڈر کے تو بہت سارے لوگ دعویدار ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں، شرابی بھی شراب پیتے ہوئے کہتا ہے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں، بدکار بھی بدکاری کرتے ہوئے کہتا ہے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں، جو صحیح ڈرتے ہیں وہ علم پر ڈرتے ہیں۔

معصیت ہو جاتی ہے ہم کوئی معصوم نہیں ہیں گناہ ہو جاتے ہیں لیکن ایک شخص گناہ کرنے کے بعد توبہ کرلیتا ہے اور دوسرا شخص گناہ کرنے کے بعد اور گناہ کرلیتا ہے دونوں میں فرق ہے کہ نہیں؟ پہلا کیوں رُک گیا؟ خشیت ہے اللہ تعالیٰ کا ڈر ہے۔ اور دوسرا کیوں نہیں رُکا؟ اسی خشیت میں کمزوری ہے اللہ تعالیٰ کے ڈر میں کمزوری ہے، ایمان کی کمزوری ہے۔

دوسری قسم: ﴿وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى﴾(اور اس سے بدبخت ہی اجتناب کرے گا)۔

نصیحت سے بدبخت لوگ ہی فائدہ نہیں اٹھاتے اور نہ ہی سمجھتے ہیں، بدبخت ہے خوش بخت ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی خشیت ہوتی دل میں، یہ بدبخت ہے قرآن مجید کی آیتیں بھی سنتا ہے، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان بھی سنتا ہے، ایسی آیات کریمہ اور ایسی حدیث مبارکہ جو دل کو نرم کر دیتے ہیں: ﴿لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ﴾(الحشر: 21): قرآن مجید اگر پہاڑوں پر نازل ہوتا (پہاڑ جو ہیں کتنے سخت ہیں) دراڑیں پڑ جاتیں ریزہ ریزہ ہو جاتا اور انسان کا دل اس پہاڑ سے بھی زیادہ سخت ہو گیا ہے! (سبحان اللہ)۔

اجتناب کرتا ہے اس نصیحت سے دوری اختیار کرتا ہے وہ جو بدبخت ہے نتیجہ کیا ہے، اس شخص کے لیے اس کا انجام کیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى﴾ (جو بہت بڑی آگ میں داخل ہو گا)۔

"النار الصغریٰ" دنیا کی نار ہے دنیا کی آگ ہے، اور "النار الکبریٰ" آخرت کی آگ ہے جہنم کی آگ ہے اور جہنم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمنوں کے لیے تیار کر رکھا ہے کافرین کے لیے فاسقین کے لیے فجار کے لیے، نافرمانوں کے لیے۔

اور جب ہم جہنم کی آگ کی بات کرتے ہیں تو دنیا جہانوں کی آگ ایک طرف اور آخرت کی آگ کتنی گنا زیادہ ہے؟ اُنہتر (69) یعنی ایک کم سترّ (70)؛ یعنی سترّ حصے ہیں ایک حصہ ایک طرف کر دیں اور اُنہتر کو ایک ساتھ جوڑ دیں؛ اور دنیا کی آگ سمجھ لیں یہ نہیں جو چولہے میں جلتی ہے (ایک چولہے میں)، یعنی دنیا کی ساری آگ کو جمع کر لیا جائے ساری آگ پوری دنیا میں ساری آگ کو ایک جگہ جمع کر لیا جائے کتنی بڑی آگ ہو گی اُس سے اُنہتر مرتبہ زیادہ جہنم کی آگ ہے!

اس کی حالت کیا ہو گی اس شقی کی بدبخت کی جہنم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى﴾(پھر نہ مرے گا وہ اس میں اور نہ وہ جیے گا)۔ نہ اسے موت آئے گی کیونکہ موت کو تو پہلے ہی مار دیا گیا، جنتی جنت میں چلے گئے اور جہنمی جہنم میں چلے گئے اور موت کو جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا ہے ایک مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا اور اسے ذبح کر دیا جائے گا پھر اعلان ہو گا کہ اے جنتیو! "خُلُوْدٌ فَلَا مَوْتَ" (اب ہمیشہ کی زندگی ہے اب کبھی موت نہیں آئے گی)؛ اور جہنمیوں کے لیے: "خُلُوْدٌ فَلَا مَوْتَ" (ہمیشہ کی زندگی ہے کبھی موت نہ آئے گی)۔

﴿لَا يَمُوْتُ﴾: مرے گا نہیں عذاب پر عذاب ہو گا (اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے)، ﴿وَلَا يَحْيٰى﴾: اور نہ ہی اسے سکون کی زندگی وہاں پر مل سکتی ہے۔

زندہ تو وہ ہے تو زندگی کی نفی کیوں کی گئی ہے ﴿وَلَا يَحْيٰى﴾؟ یعنی زندگی ہوتی ہے سکون کے لیے، اس لیے بعض لوگ جب زیادہ پریشان ہو جاتے ہیں تو کیا کہتے ہیں؟ کہ جینے سے مرنا ہی بہتر ہے (سبحان اللہ)؛ یعنی وہاں پر مرنا بھی اور اپنے سب سے سخت عذاب سے جو ہے جہنم ہے اُس سے سخت کوئی عذاب نہیں ہے۔

تو بچنا کیسے ہے اس جہنم سے؟ اور نصیحت حاصل کرنے کے لیے خشیت جیسے حاصل کرنی ہے؟ اپنے دل کو پاک کیسے کرنا ہے؟ اور اس پاکیزگی کا کیا راستہ ہے؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى﴾ (یقیناً اس نے فلاح پائی جو پاک ہوا)۔

فلاح کامیابی ہے اور تزکیہ پاکیزگی ہے دونوں جڑے ہوئے ہیں، جس نے فلاح پانی ہے جو کامیاب ہونا چاہتا ہے تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنے دل کو پاک رکھے۔

پاکیزگی تین چیزوں سے ہوتی ہے: اللہ تعالیٰ کے حق میں توحید سے، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں اتباع سنت سے، اور لوگوں کے حق میں حسن اخلاق سے۔

توحید اور سنت ہے لیکن اخلاق اچھے نہیں ہیں یعنی پاکیزگی مکمل نہیں ہے؛ بنیاد توحید ہے لا الٰہ الا اللہ سب سے پہلے ہے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اُس کے ساتھ ہے یہ توحید اور سنت ہے؛ یہ کیسا موحد متبع سنت ہے جس کے اخلاق اچھے نہیں ہیں اللہ تعالیٰ کا حق دینا تو جانتا ہے لیکن مخلوق کے حق میں بہت سست ہے، بہت پست ہے، بہت پیچھے ہے؟!

تو یقیناً فلاح اُس نے پائی ہے جو پاک ہوا جس نے اپنے دل کو پاک کیا ہے شرک سے بدعات سے خرافات سے، اور جس نے مسلمانوں کے لیے اپنے دل کو پاک رکھا چغل خوری سے غیبت سے نمیمت سے حسد سے، اور دل کے ہر اُس بغض سے نفرت سے اور دل کی ہر اُس بیماری سے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔

اور پھر تاکید کرتے ہوئے یہ پاکیزگی کیسے حاصل ہوتی ہے اس کی اصل بنیاد کیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى﴾ (اور اس نے اپنے ربّ کا نام یاد کیا پھر نماز پڑھی)۔

اپنے ربّ کا نام لینا اللہ کا ذکر کرنا عبادت ہے، نماز عبادت ہے اور صرف اللہ ہی کے لیے عبادت کو صرف کرنا توحید عبادت ہے۔

تو تزکیہ کس چیز سے کرنا ہے اس کی بنیاد کیا ہے؟ اگر یہ چیز نہ ہو تو پھر تزکیہ ممکن نہیں ہے (سبحان اللہ)، اگر توحید عبادت نہیں ہے تو دل کا تزکیہ ممکن نہیں ہے اتباع سنت ممکن نہیں ہے اور حسن اخلاق کا بھی پھر کوئی فائدہ باقی نہیں رہتا۔

جیسے پہلے عرض کر چکا ہوں حسن اخلاق سے مراد یہ نہیں ہے کہ صرف نرمی سے پیش آنا صرف مسکرا کر بات کرنا، نہیں! بڑوں کی تعظیم کرنا، چھوٹوں پر شفقت کرنا یہ تب حسن اخلاق سمجھے جاتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کا حق جو سب سے پہلا حق ہے جو سب سے عظیم حق ہے، یہ بندہ جو اپنے ربّ کے حق کو پورا کرتا ہے، اپنی زندگی کا ایک مقصد اپنے ربّ کے حق کے لیے صرف کر دیتا ہے اور اس کے لیے جدو جہد کرتا رہتا ہے پھر یہ متبع سنت بھی ہو سکتا ہے پھر اس کے لیے حسن اخلاق بھی آسان ہو جاتا ہے، پھر مخلوق کے حقوق بھی آسان ہو جاتے ہیں۔

لیکن اگر خرابی پہلے حق میں ہے جو بنیاد ہے کہ اللہ کا ذکر بھی کرنا ہے اور اپنے بزرگوں کا اپنے معبودوں کا ذکر بھی کرنا ہے، یہ بدعی اذکار ایجاد کر لینے ہیں، یہ نماز اللہ کے لیے بھی پڑھنی ہے اور علی مشکل کشا کے لیے بھی پڑھنی ہے جیسے کہتے ہیں جاہل لوگ! کیا ہے یہ تزکیہ ہے ؟! نہ تو دل میں اللہ کی خشیت ہے اور نہ ہی نصیحت کو قبول کیا ہے نہ ہی صحیح سمجھا ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام کو، اور نہ ہی کبھی خوشبخت ہو سکتا ہے! یہ وہ ہے جو دوسری طرف نصیحت سے دوری اختیار کرنے والا ہے اور بدبخت انسان ہے! پھر یہ تو ہم نے جان لیا ہے کہ توحید عبادت ہی بنیاد ہے تو آخر لوگ دور کیوں ہیں اس توحید کو سمجھ کیوں نہیں پا رہے ؟ اگر اتنا آسان ہے دل کا تزکیہ نفس کا تزکیہ کرنا اپنے ربّ کی معرفت حاصل کرنا اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام کو سمجھنا، اللہ کی خشیت حاصل کرنا اگر اتنا آسان ہے تو اکثر لوگ سمجھتے کیوں نہیں ہیں ؟ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا﴾ (بلکہ تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو)۔

اگر آخرت کو ترجیح دیتے تو خشیت ہوتی کہ نہیں دل میں ؟ یقیناً پتہ چلتا کہ اللہ تعالیٰ ہی سب سے بلند ہے اُعلیٰ ہے اور وہی پاک ہے اُسی نے پیدا کیا ہے اُسی نے ہموار کیا سیدھا کیا اور اسی نے تقدیر لکھی ہے، اُسی نے ہدایت دی ہے، یہ ساری نعمتیں اسی کی طرف سے ہیں، سارے احسانات اسی کی طرف سے ہیں، معرفت حاصل ہوتی ہے کیونکہ مرنا بھی ہے پھر دوبارہ زندہ بھی ہونا ہے پھر حساب بھی دینا ہے، اگر ترجیح آخرت کو دی جاتی تو پھر یہ غلطی نہ ہو پاتی۔

اس لیے آپ دیکھتے ہیں کہ کافر "عبدالدرھم عبدالدینار" ہے؛ کس کے پجاری ہیں ؟ دنیا کے پجاری ہیں (سبحان اللہ)۔

اور ہر مشرک جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز کی عبادت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اسی کے سپرد کر دیتا ہے، انصاف ہے اللہ تعالیٰ کا۔

جو گائے کو پکارتا ہے جب تک نہیں پکارے گا اس کی بگڑی بنے گی نہیں، کئی لوگ صبح صبح گائے کا (نعوذ باللہ) پیشاب بھی پیتے ہیں اور اس سے کیا اشنان کرتے ہیں کیا کرتے ہیں ؟! ہم غسل کرتے ہیں پاک پانی سے اور وہ صبح صبح جا کر گائے کے نیچے یوں بیٹھ

جاتے ہیں ہاتھ باندھ کر بیٹھ جاتے ہیں زندگی ہے یہ؟!اس سے بڑھ کر ذلت کیا ہے؟!اگر وہ یوں نہیں کرے گا اس کا دن اچھا گزرے گا نہیں سوال ہی نہیں پیدا ہوتا!اُس کا دن ہی گندگی سے شروع ہوتا ہے!

تو اس کی اگر ابتداء یہ ہے تو انتہا کیا ہو گی؟!وہ بُتوں کے پاس بھی جائے گا وہ بُتوں کو ہاتھ بھی جوڑے گا،وہ سجدے بھی کرے گا، اُن سے مانگے گا بھی؛یہ نہ کہنا کہ اُس کے پاس مال بہت زیادہ ہے،مال تو قارون کے پاس بھی زیادہ تھا اور فرعون کے پاس بھی زیادہ تھا؛یہ نہ کہنا کہ اُس کی زندگی اچھی ہے،کافروں کی زندگی کمپیریٹیولی (Comparatively) مومنوں سے مسلمانوں سے زیادہ اچھی ہوتی ہے کیونکہ وہ دنیا ہی کے پجاری ہیں۔

لیکن مسلمان کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ دنیا کو کیوں ترجیح دیتا ہے آخرت پر؟کیوں نصیحت قبول نہیں کرتا؟کیوں اپنے ربّ کی پاکیزگی جیسا کہ حق ہے تسبیح کا نہیں کرتا؟کیوں توحید کو نہیں سمجھتا؟کیوں سنت کو نہیں سمجھتا؟کیوں شرک اور بدعات اور خرافات میں ڈوبا ہوا ہے؟(سبحان اللہ)۔

وجہ پتہ ہے کیا ہے؟﴿بَلۡ تُؤۡثِرُوۡنَ الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا﴾۔

﴿وَالۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ وَّاَبۡقٰى﴾(اور جبکہ آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ہے)۔

کہاں گئیں تمہاری عقلیں؟!آخرت خیر ہے دنیا سے،دنیا کی جتنی بھی خیرات ہیں جتنے بھی انعامات اور احسانات ہیں ایک طرف ،واللہ!(ایک حدیث میں آیا ہے سوط جانتے ہیں؟کوڑا جو ہوتا ہے کوڑا جس سے مارا جاتا ہے)جنت میں ایک کوڑے کی جگہ جو ہے دنیا میں جو کچھ بھی ہے اس سے بھی زیادہ بہتر ہے۔

ایک کوڑے کی جگہ کتنی ہو گی؟(سبحان اللہ)؛پوری دنیا،دنیا کی زیب وزینت سب ایک طرف!جب پوری دنیا کہتے ہیں تو پھر جتنی بھی آپ کے ذہن میں ہے نا دنیا کا پورا خزانہ جو بادشاہوں کے پاس ہے لوگوں کے پاس ہے مالداروں کے پاس ہے ایک جگہ پر جمع کر دیں اور جنت میں ایک کوڑے کی جگہ اُس سے زیادہ بہتر ہے۔

آخری جنتی جو جنت میں داخل ہو گا پتہ ہے اس کے پاس کتنا ہو گا کوئی جانتا ہے حدیث میں کیا آیا ہے؟دَس گنا زیادہ اس دنیا کی جتنی بھی خیرات موجود ہیں جو سب سے بڑے بادشاہ ہیں،اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے تمہیں یہ عطا فرمایا ہے راضی ہو؟کہتا ہے ہاں!اے اللہ میں راضی ہوں کافی ہے۔

اُس کے جتنا اور،اُس کے جتنا اور،اُس کے جتنا اور،دَس مرتبہ!

ہم کس دنیا کے پیچھے لگے ہوئے ہیں جو فنا ہونے والی ہے! ہمیں یہ پتہ ہے دنیا تو قیامت میں جا کر فنا ہو گی ہم تو پہلے فنا ہو رہے ہیں! اپنی آنکھوں سے اپنے پیاروں کو اپنے کندھوں پر اُٹھا کر دفن کیا کہ نہیں کیا؟ (سبحان اللہ)۔

ایک وقت آئے گا جب ہمیں کوئی اُٹھائے گا ہمیں لے جائے گا دفن کر دے گا ﴿بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝﴾: ہمیشہ باقی رہنے والی ہے؛ دنیا تو فنا ہو جائے گی آخرت ہمیشہ رہے گی اُس آخرت کے لیے کیا کیا ہے؟ دنیا کے لیے تم کر کیا رہے ہو؟

اللہ تعالیٰ نے ہمیں حلال کمائی سے منع نہیں کیا، اللہ تعالیٰ نے ہمیں منع نہیں کیا کہ مال نہ بناؤ، شادی مت کرو اولاد کی ضرورت نہیں ہے تمہیں، نہیں! حلال مال کماؤ، مالدار بنو کوئی غنی بنو کوئی حرج نہیں ہے لیکن ترجیح آخرت کو دینی ہے دنیا کو نہیں دینی یہ قاعدہ ہے۔ اگر کوئی سدھرنا چاہتا ہے دنیا اور آخرت اُس کے آمنے سامنے آگئی ہیں ترجیح آخرت کو ہے اس دنیا کو ترجیح نہیں ہے، دنیا جاتی ہے تو چلی جائے کیونکہ دنیا تو ہے ویسے ہی فانی۔

یہ سارے پیغامات خوبصورت پیغامات کہاں سے ملے ہیں کہاں سے آئے ہیں؟ ﴿اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى﴾ (بے شک یہ پہلے صحیفوں میں ہے) ﴿صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى﴾ (ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں لکھی ہوئی ہے)۔

جو قرآن مجید بھی ہم پڑھ رہے ہیں یعنی قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اس طریقے سے اور بھی کتابیں ہیں اللہ تعالیٰ کا اور بھی کلام اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے اپنے پیارے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام پر صحیفوں کی شکل میں اور کتابوں کی شکل میں۔

سیدنا ابراہیم اور سیدنا موسیٰ علیہم الصلاۃ والسلام اولوالعزم میں سے ہیں اُن پر بھی صحیفے نازل ہوئے تھے اُن میں بھی خیر خواہی کے پیغام موجود تھے، یہ سارے کے سارے اچھے پیغامات جو اس سورۃ میں گزر چکے ہیں یہ سارے کے سارے پیغامات اللہ تعالیٰ کے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی کتابوں اور صحیفوں میں موجود تھے اور یہ پیغام اس قرآن مجید میں بھی ہے جو مھیمن ہے پچھلی کتابوں پر جو ناسخ ہے، احکامات اس قرآن مجید کے ہیں پہلی کتابوں کے پیغامات منسوخ ہو چکے ہیں، ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ تورات اللہ تعالیٰ کا کلام ہے تحریف سے پہلے موجودہ نہیں، موجودہ میں اللہ تعالیٰ کا کلام بھی ہے لوگوں کی تحریف بھی ہے لیکن ہمارا ایمان ہے کہ تورات اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، انجیل اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، زبور اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، صحف ابراہیم و موسیٰ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، قرآن مجید بھی اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

تو اس میں انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام پر ایمان، کتابوں پر ایمان، آخرت پر ایمان اور جو اصل ہے تقدیر پر ایمان بھی ہے ﴿وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰی﴾، اور اللہ تعالیٰ پر ایمان جو سب سے بنیادی پیغام ہے اس عظیم سورۃ کا وہ ہم سب نے جان لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو علم نافع اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے، قرآن اور سنت پر چلنے کی سلف صالحین کے روشن منہج کو سمجھنے کی اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے دلوں کو پاک کر دے شرک بدعات اور خرافات سے اور ہر شَر سے محفوظ فرمائے (واللہ اُعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتْوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظ اللہ) کے آڈیو درس (087: سورۃ الاعلیٰ کی مختصر تفسیر) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio